© rasailojaraid.com

کتاب:''خطباتِ جالندھریؒ ''          مرتب:مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قیمت:۲۰۰روپے،رعایتی قیمت مع محصول ڈاک:۱۴۰روپے / ملنے کا پتا:مکتبہ ختم نبوت ۳۸۔غزنی سٹریٹ'اردو بازار لاہور

مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمتہ اللہ علیہ کا نام محتاجِ تعارف نہیں۔اُن کا اعزاز یہ ہے کہ وہ محدث العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے تلامذہ میں سے تھے۔۱۹۲۷ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سے شناسائی ہوئی۔تحریک خلافت کے خاتمے کے بعد ۱۹۲۹ء میں مجلس احرارِ اسلام قائم ہوئی اور ۱۹۳۰ء میں مولانا محمد علی جالندھریؒ احرار سے وابستہ ہوگئے۔احرار ہی کے سٹیج سے ہمہ جہت شہرت پائی۔۱۹۵۲ء میں مولانا،مجلس احرارِ اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ تھے۔۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں حکومت پاکستان نے مجلس احرار اسلام کو خلافِ قانون قرار دے دیا۔احرار کا شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت جو ۱۹۳۴ء سے تبلیغی محاذ پر سرگرم تھا۔مولانا نے اسی شعبہ کو ۱۹۵۴ء میں ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا نام دے کر الگ تنظیم قائم کرلی۔جس طرح شعبۂ تبلیغ غیر سیاسی تھا'اسی طرح یہ نئی تنظیم بھی غیر سیاسی قرار پائی۔حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی امیر منتخب ہوئے اور مولانا جالندھریؒ ناظم اعلیٰ۔احرار کی تمام قیادت خصوصاً مولانا محمد حیات،مولانا لعل حسین اختر،قاضی احسان احمد شجاع آبادی،مولانا عبدالرحمٰن میانوی وغیرھم اور تمام کارکنان احرار،جماعت پر پابندی کی وجہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت میں کام کرنے لگے اور مجلس کو ہی احرار کی سرگرمیوں کا مرکز ومحور بنالیا۔۱۹۵۸ء میں ایوب خان مرحوم نے کچھ عرصہ کے لیے سیاسی آزادیاں بحال کیں تو احرار کا احیاءِ ثانی ہوا۔حضرت شیخ حسام الدین،ماسٹر تاج الدین انصاری،جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری اور مولانا تاج محمود رحمہم اللہ علیہم مجلس احرار کی شیرازہ بندی اور تنظیم سازی میں سرگرم ہوگئے۔خود مولانا محمد علی جالندھری مرحوم بھی احیاءِ احرار کے مؤید ومجوز تھے۔لیکن وہ مجلس احرار کے اسٹیج سے کام کرنے کے لیے قطعاً تیار نہ تھے۔بلکہ مجلس احرار کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے ماتحت چلانا چاہتے تھے۔حضرت امیر شریعتؒ نے ایک مجلس میں حضرت جالندھریؒ سے فرمایا کہ''میں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی صدارت کا عہدہ صرف آخرت کی نجات کے لیے قبول کیا ہے۔اس میں میری کوئی دنیاوی غرض شامل نہیں۔''حضرت امیر شریعتؒ احرار اور ختم نبوت کو ایک ساتھ لے کر چلنا چاہتے تھے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کو شعبۂ تبلیغ کی حیثیت سے مجلس احرار کے ماتحت چلانا چاہتے تھے کیونکہ احرار کی رگوں میں بخاری کا خونِ جگر شامل تھا۔اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ حضرت امیر شریعت نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر ہونے کے باوجود


© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ستمبر ۱۹۵۸ء میں احرار سے پابندی ختم ہونے پر ملتان میں احرار کے جلسہ وجلوس سے خطاب کیا۔ ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم اور دیگر زعماء کی موجودگی میں دفتر احرار کا افتتاح کیا، پرچم کشائی کی اور سرخ قمیص پہن کر جلسہ وجلوس میں شریک ہوئے۔ حالانکہ فالج کی وجہ سے سخت بیمار تھے۔ رفیق امیر شریعت حضرت مولانا محمد یٰسین مدظلہ (حال استاذ الحدیث جامعہ قاسم العلوم، ملتان) نے خود راقم سے بیان فرمایا کہ حضرت امیر شریعتؒ نے مجھے حکماً فرمایا کہ ''سرخ قمیص پہن کر جلسہ میں شرکت کرو اور زیادہ سے زیادہ دوستوں کو سرخ قمیص پہنا کر جلوس میں لاؤ''۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا ''یہ اس لیے ضروری ہے کہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ احرار ختم ہو گئے ہیں۔ ہمیں بہرصورت احرار کو باقی رکھنا ہے اور دشمن پر اپنی قوت کی دھاک بٹھا کر دین کے عملی کام کو جاری رکھنا ہے۔''

اسی طرح حضرت مولانا محمد علی جالندھری کے جانشین اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ ناظم اعلیٰ مخدوم ومکرم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے بھی ایک مرتبہ راقم سے بیان فرمایا کہ ''میں اُن دنوں دفتر ختم نبوت کراچی (سابق دفتر احرار) میں تھا، جب احرار سے پابندی ختم ہوئی تو کراچی کے کارکن سرخ قمیص پہن کر جلسہ کی تیاریاں کر رہے تھے۔ ملک بھر میں احرار کارکنوں کا جذبہ وجوش دیدنی تھا اور میں بھی سرخ قمیص پہن کر ملتان میں احرار کے مرکزی جلوس میں شریک ہوا تھا۔''

قصہ مختصر یہ کہ حضرت امیر شریعتؒ تو احرار اور ختم نبوت کو ایک ہی سمجھتے تھے اور حقیقت بھی یہی تھی۔ اس لیے دونوں کو ایک ساتھ لے کر چلنا چاہتے تھے مگر مولانا جالندھری صرف حضرت امیر شریعتؒ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے تھے۔ یا جو شخص مولانا کے اس مؤقف کو قبول کر کے اُن کے ساتھ آ جائے۔

زیر تبصرہ کتاب میں شامل مولانا جالندھری کی بعض تقاریر میں اس کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ مولانا جالندھری رحمہ اللہ کے مطالبے پر حضرت امیر شریعتؒ نے مختلف شہروں میں احرار کے بعض دفاتر بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عطا فرمائے۔ حضرت شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین، حضرت سید ابوذر بخاری رحمہم اللہ علیہم نے احرار کا علم سنبھال لیا اور مولانا جالندھری رحمہ اللہ نے مجلس کا دفتر۔ یوں دونوں شعبے دین کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

جماعتی زندگی میں تلخ مواقع بھی آتے ہیں اور اس میں زیادتیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ اس ضمن میں جماعتی مفاد اور وقار کی ترجیح، برداشت اور تحمل ہی جماعت کی روح ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے شخصی محاسن سے انکار کا رویہ درست نہیں ہوتا۔ افسوس کہ معاصرانہ چشمک اور شخصیت پرستی کے تعصب کے نتیجے میں بعض جدید مؤرخین، محققین، مرتبین اور مصنفین ومؤلفین میں اس رویے کا رجحان روز افزوں ہے جو ہر لحاظ سے غلط ہے۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ قادر الکلام واعظ وخطیب، انتہائی متقی ودیانت دار اور مجاہدہ وریاضت


© rasailojaraid.com